

اُمّتِ مسلمانہ کا امتیازی وصف

دعوت اور بندگی

(خطبہ جمعہ المبارک، ۱۰ صفر ۱۴۲۸ھ، ۲۵ جون ۲۰۰۷ء)

اندر شادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

کنتم خیر امتیہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر الاّیہ

تم بہتر امت ہو لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہو تاکہ بھلائی کی باتوں کا حکم دو اور برائی سے لوگوں کو روک دے۔

بھائیو! ملک کا صدر جس منگہ میں رہتا ہو تو اس کا خادم خاص بھی ہوا سے پنکھا بھلاتا ہے، جوتے

اٹھائے ساتھ ہی رہتا ہے۔ آقاؐ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے اول جنت کا

دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا۔ اور پہلی امت میری ہی امت ہوگی جو جنت میں داخل ہوگی۔

توسید الکائنات علیہ السلام کے غلام امتی بھی ان کے ساتھ ہی ہوں گے۔ بعض دفعہ غلام خدمت

اور راستہ کی بھیڑ ہٹانے اور اطلاع دینے کے لئے آگے آگے چلتا ہے، تو ایسے غلام بھی ہوں

گے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت بلالؓ کو حضورؐ نے

بشارت دی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں تیرے قدموں کی چاپ میرے آگے آگے

سنائی دے رہی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہے۔ تو یہ ایک بڑا احسان

ہے، خداوند کریم کا ہم پر کنتہ خیر امتیہ اخرجت للناس.....

یہ وہ تاج و تخت اور وہ دولت ہے جس سے غلامانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا گیا

ہے۔ کہ تمام عمر اس کا مشکر یہ اللہ جل مجدہ کے سامنے ادا کریں تب بھی قاصر ہیں۔ اس امت

کے بہتر اور افضل ہونے کی وجہ آخر کیا ہے؟ کیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس بہت بڑی

دولت اور جائیداد ہے؟ صنعت و حرفت اور کارخانوں کی مالک ہے؟ سلطنت اس کے ہاتھوں میں ہے؟ آخر کوئی وجہ ہے اسکی نصیبت کی؟

بھائیو! غلام وہ ہوتا ہے جو آقا کے اشارے پر پہلے اس کا حکم ماننے اس کے رنگ میں پورا رنگ ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے بازار سے غلام خریدا، گھر آکر نام پوچھا، کہا جو آپ کو پسند ہو، کہا کام کیا کرو گے؟ کہا حضور جو آپ کا حکم ہو وہی کروں گا۔ کہا کیا پہنو گے اور کیا کھاؤ گے؟ کہا صاحب جو آپ دیں گے۔ مالک کو غصہ آیا کہ جواب سیدھا دیتا ہی نہیں۔ غلام نے کہا صاحب غلام کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی خواہشیں اور تمنائیں آقا کے سامنے پیش کرے۔ اس کی خواہش تو وہی ہونی چاہئے جو آقا کی مرضی ہو، ورنہ وہ تو غلام ہو نہیں سکتا۔ مالک کو اس جواب سے نصیحت ہوئی۔ اور رونے لگا، کہ اسے غلام تم نے تو مجھے اتنی بڑی نصیحت دی کہ اپنے آقا اور مولیٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق استوار کر دیا۔ تم تو چند روپے کے عوض خریدے گئے، غلام اور خادم ہو گئے تو حقیقی معنوں میں اپنے رب کا محکوم اور غلام ہوں ہم سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی ہمارا خالق و مالک ہے۔ اور جب تم نے یہ کہا کہ غلام کا آقا کے سامنے کیا مجال کہ اپنی خواہش پیش کرے۔ تو مجھے اپنے حال پر رونا آیا کہ میری تو زندگی برباد ہوئی، کہ تمام عمر اپنے مالک کی مرضی اور خواہش کے خلاف چلتا رہا۔ اگر وہ چاہے کہ ہم بیمار ہوں تو اس پر خوشی اور اگر صحت چاہے تو اس پر خوشی کرنی چاہئے۔ وہ کھانے کا حکم دیں تو فوراً کھانا چاہئے۔ مثلاً روزہ کے افطار کے وقت تعجیل مستحب ہے۔ اور اگر وہ اساک کا حکم دیں مثلاً رمضان کے دنوں میں تو بادل و خواہش و بھوک کے نہ کھائیں نہ پیئیں ہم ایسے غلام ہیں کہ مالک نے حکم دیا کہ ناز پر موصوم تارک نہیں، مالک نے حکم دیا کہ حرام اور رشوت و سود سے مجتنب رہو تو ہم حرام کی طرف دوڑے۔ کیا یہ عبدیت ہے۔ یہ اسلام ہے۔؟ کیا اسلی شاد دلہ؟ ایک صوفی گزرے ہیں۔ بڑے مجذوب اور بزرگ تھے، لوگ آئے اور کہا کہ صاحب دریا چڑھ آیا ہے۔ گاؤں ڈوب رہا ہے۔ کہا ابھی تک ڈوبا نہیں ہے؟ بیچہ، کدال اٹھائی اور دریا کا رخ اور بھی گاؤں کی طرف سیدھا کرنے اور بند توڑنے لگا۔ لوگوں نے کہا صاحب بجائے دعا کے تم نے یہ کیا کام شروع کر دیا۔ کہ گاؤں جلد ڈوب جائے، تم ہوش میں ہو یا بیہوش ہو۔؟ کہا ”جہاں مولیٰ وہاں شاہ دولہ“ یعنی جہاں مرضی مالک ہے، وہاں غلام کی مرضی۔۔۔ یہ کیا بندگی اور غلامی ہے، کہ آقا کہے بے حیائی مت کرو۔ یہ

کہتا ہے کہ اس کے بغیر مہذب دنیا میں گذر نہیں ہو سکتا۔ آقا کجے فلاں امور سے اجتناب کرو۔ یہ کہے کہ اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ تو غلامی نہیں مذاق ہے۔ نصیحت کے لئے تو غلام کا ایک جملہ کافی ہے، جو اوپر بیان ہوا جس سے مالک کو عبرت ہو فی اور اسکی زندگی سدھر گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یا جو کچھ فرمایا اگر امتی نے اس پر عمل کیا تو کچھ تعلق اور نسبت اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور اگر اس کا کھانا پینا حضور کی سنت کے خلاف ہو۔ حضور کی حکومت اور طرح اور ہماری اور طرح، تو امتی ہونے کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ پھر ایسی امت خیر امت نہیں بلکہ مشر امت ہے۔ یہ امت اونچے مقام پر ہے اور جب اونچے مینار سے کرنی گرتا ہے تو ساری ہڈیاں چود چود ہو جاتی ہیں۔ یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات۔ (اللہ تعالیٰ مومنین کی شان بڑھاتا ہے۔ اور مین لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔ ان کے لئے بڑے مراتب اور درجات ہیں۔)

اگر کوئی زمین پر کھڑا ہو اور گر جائے تو معمولی چوٹ آئے گی۔

آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا چین، جاپان، امریکہ، روس اور عرب و عجم سب کے لئے داعی اور بشیر و نذیر ہیں۔ ومارسلک الاکافۃ للناس لبشیرا و نذیرا۔ (ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے بھیجا رسول بنا کر بشارت سنانے والا اور نذرانے والا۔)

آقا تو دنیا بھر کے لئے داعی ہوں، شرقاً غرباً شمالاً جنوباً تمام مخلوق کو اسلام پہنچانے کی کوشش کریں۔ اور امتی کو گھر کی بھی خبر نہ ہو۔ خواب و خیال میں بھی نہیں گذر تا کہ بیوی بچے صحیح معنوں میں مسلمان نہیں۔ سنت کے مطابق زندگی بسر ہو۔ بلکہ بچے مال و دولت حرام سہی کما کر لائیں یہی ہماری خواہشات

حضرت علی کریم اللہ وجہ حضرت کے عاشق تھے۔ اور ہر صحابی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ خیبر کی لڑائی میں ان کی آنکھیں بیمار ہیں، دیکھنے کی ہمت نہ تھی، چہ بھائیکہ جنگ اور جہاد کر سکیں۔ مگر خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سخت گرمی اور دھوپ میں پھر عرب کے تپتے ریگستان میں ۶۳ سال عمر کے قریب کلمۃ اللہ پہنچانے کے لئے جہاد کریں۔ اور ان کا امتی گھر میں پڑا رہے، یہ کب ممکن ہے؟ اسی حال میں مدینہ سے روانہ ہوئے، کہ جتنا ہو سکے اتنی خدمت تو کروں گا۔ والذین جاصلط فینا لستہ۔ دینہم سبیلنا۔ (جن لوگوں نے میری راہ میں کوشش کی میں ان کو اپنی راہ میں بتلا دوں گا۔) اللہ تعالیٰ امتحان لایا کرتے ہیں، ادھر

حضرت علیؑ نے بیماری کی حالت میں ہمت کی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی متوجہ ہوئی کہ فتحِ خیبر کی عزتِ خدا نے انہیں دی حضورؐ نے کل کے دن کے لئے بشارت دی کہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسولؐ کا عاشق ہے۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں۔۔۔
یحیٰی اللہ در رسولہ و یحیٰی اللہ در رسولہ۔۔۔

سب ہی اس بشارت کے مصداق ہونے کی امید میں ہیں۔ دوسرے دن حضورؐ نے حضرت علیؑ کے بارہ میں دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ بوجہ بیماری مدینہ سے نہیں آ سکے، پھر کسی نے کہا کہ حضورؐ وہ آچکے ہیں۔ حضورؐ نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ اپنے ران مبارک پر ان کا سر رکھا اور دہن مبارک کے لعاب کو ان کی آنکھوں پر لگایا۔ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، فوراً شفایاب ہوئے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر کبھی مجھے آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضورؐ نے جھنڈا انہیں دیا۔ بڑے خوش ہوئے، اور کہا کہ اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا۔ اب جب تک سارے یہودی ختم نہ کر ڈالوں یہ تلوار نیام میں نہیں ڈالوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو، بلکہ پہلے لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ تو ہوا لا الہ الا اللہ۔ کہ سوائے ذاتِ خداوندی کے کوئی لائقِ عبادت نہیں نہ اس کے سوا کوئی مالک بادشاہ نافع و مضر ہے نہ کوئی سوائے اس کے کمالات کا مالک ہے۔ یہ سب خوبیاں اسی ذات و وحدۃ لا شریک لہ کی ہیں۔ فرمایا کہ اے علیؑ اگر یہ تمام دنیا سرخ اونٹوں سے بھر جائے اور یہ تیری ملکیت میں آجائیں تو وہ اتنی خوشی کی بات نہیں جتنی کہ تیری دعوت سے ایک شخص کے اسلام قبول کرنے میں خوشی ہے کہ وہ بھی جنت گیا اور تم بھی جنت گئے۔ لوگوں کا تعلق مولیٰ سے پیدا کرو۔ کہ حضور اقدسؐ کی آمد کا مقصد یہی تھا۔ حضور اقدسؐ نے اپنے عمل سے ہر موقع پر یہی سکھایا۔ شہداء حضرت حمزہؓ حضورؐ کے چچا جنگِ احد میں وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے مالک نے وحشی کو لالچ دی تھی کہ حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تو آزاد کروں گا۔ چنانچہ اس نے حضورؐ کے چچا اسد من اسد اللہ سیدنا حضرت حمزہؓ کو ناف کے نیچے نیزہ مار کر شہید کیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کا جگر چھایا۔ کفار نے ان کے اعضاءِ رئیسہ کاٹ کر گھسے کا ہار بنایا۔ حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی چند سال بعد حضورؐ کے سامنے آیا، یہی ہندہ حضورؐ کے سامنے آئی، صحابہؓ کا خون جوش مارنے لگا کہ اس شخص نے حضرت حمزہؓ حضورؐ کے محبوب چچا کو شہید کیا ہے، مگر پاسِ ادب سے خاموش تھے۔ درنہ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اشارہ ہو تو اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ حضورؐ سے اجازت

طلب کی کہ اس شخص نے ظالمانہ طریق پر آپ کے چچا کو شہید کیا، تو اس کا کام تمام کر دیں۔ حضورِ قدس نے فرمایا کہ ایک کافر کا کلمہ شہادت کہہ کر اسلام قبول کرنا تمام دنیا کے کافروں کے مار ڈالنے سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور اگر وحشی یا ہندہ کلمہ پڑھ لیں، تو سارے زمین کے کافروں کے قتل میں اتنا ثواب نہیں جتنا ان کے مسلمان ہونے میں ہے۔ حضورِ اقدسؐ نے اپنے عمل سے درس دیا کہ تمہارا فریضہ کیا ہے۔ آج ہماری حسن بالکل مر چکی ہے۔ مسلمانوں کی بد قسمتی ہے۔ دنیا کی قومیں مال و دولت لگاتی ہیں کہ یہ رسمی اور نسبی مسلمان بھی نہ رہیں۔ اور ان کا مذہب قبول کر لیں۔ کفار کو اندازہ ہے۔ کہ ایک کلمہ گو کا کتنا وزن ہے۔ آج عیسائی مشنریوں والے ہمارے ختم ہونے کے درپے ہیں۔ مگر ہم اپنی جہالت سے نہیں سمجھتے وہ تمہارے گھروں میں آکر تمہارے اوپر خرچ کرتے ہیں، موٹر وول اور بھازوں میں سیر کراتے ہیں۔ عورتوں میں کام کر رہے ہیں کہ انہیں مرتد بنایا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ غیرت اور حیا کہاں گئی؟ مسلمان مرد یا عورت عیسائی ہو جائے تو ہم حضورؐ کو کیا جواب دیں گے؟ خدا تم سے یہ پوچھے گا کہ اسلام کی کیا خدمت کی، کتنی دولت اسلام کی راہ میں خرچ کی اسلام کی کتنی تعلیم اور تبلیغ کی حضرت عمرؓ امیر المومنین بستر مرگ پر ہیں۔ مدینہ میں صدمہ کی وجہ سے کہرام برپا ہے۔ ایک نوجوان آپ کے سامنے کھڑا ہے، اور رو رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے آواز دی بھائی دیکھو تمہارے پانچے ٹخنوں سے نیچے لٹک رہے ہیں اور یہ مکروہ ہے۔ ایسا نہ کرو۔ (فقہاء نے لکھا ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔) کپڑا اوچھا ہو تو خراب بھی نہ ہو گا اور خدا بھی راضی ہو گا۔ یہ تکبرین کا شعار ہے۔ پھر انتقال فرما گئے۔ مسلمانوں کے امیر المومنین بستر موت پر بھی ایک چھوٹی سی بات کی تعلیم دے رہے ہیں۔ امر بالمعروف اس امت کا شیوہ ہے۔ یہ دینِ خدا کی امانت ہے۔ ہماری خوبی اور کامیابی اسی میں ہے کہ اسے لوگوں تک پہنچا دیں۔ حسن اتفاق سے آج ایک دند تبلیغی جماعت کا یہاں آیا ہے۔ یہ وہ مخلص جماعت ہے کہ صحابہؓ کی یاد ان لوگوں سے تازہ ہو رہی ہے۔ ان میں ضعیف اور بوڑھے بھی ہیں مگر مشرقی پاکستان سے یہاں تک پیدل سفر کر چکے ہیں دین کیلئے ان لوگوں کی اس تڑپ اور دلورے کا نمونہ سلف صالحین اور صحابہؓ کے دور میں پایا جاتا ہے۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ جا رہا تھا، ایک لنگڑا اپا بیچ اور مفلوج شخص دیکھا کہ بدن گھسیٹا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا اللہ کے گھر کی طرف جا رہا ہوں اور دس سال سے اسی حال میں آ رہا ہوں، حضرت شفیقؒ بڑے متحیر ہوئے اور اس کی ہمت پر تعجب کرنے لگے۔ اس شخص